

میرے قابل احترام اساتذہ کرام

(۶)

حضرت مولانا سید حسن صاحب دیوبندیؒ

استاذ تفسیر و حدیث دارالعلوم دیوبند

از: مولانا مفتی فضیل الرحمن ہلال عثمانی

دو آبدے کا یہ قصبہ ”دیوبند“ جو پوری دنیا میں معروف ہے، بڑا مردم خیز علاقہ ہے۔ اسی سرزمین سے وہ لوگ اٹھے ہیں جنہوں نے اپنے دورِ شباب میں دارالعلوم جیسی درسگاہ کی بنیاد رکھی تھی تاریخ کے اوراق پلٹے جائیں تو ایسی ایسی شخصیات کے نام سامنے آتے ہیں جو اپنی ذات سے ایک انجمن اور ایک ادارہ تھے۔ اور یہ لوگ جب ایک ادارے میں جمع ہوئے تو اس ادارے کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔

یہ کوئی مبالغہ کی بات نہیں ہے، نہ زری عقیدت ہے، بلکہ حقیقت ہے کہ دیوبند نے ایسی ایسی شخصیات کو جنم دیا ہے کہ جن میں ایک ایک نام ہزاروں ناموں پر بھاری نظر آتا ہے۔ یوں کہنے کہ ایک سلسلہ الذہب ہے، سنہری زنجیر کی کڑیاں ہیں اور دینی خدمات کا ایک سلسلہ ہے، جو برابر چلا آ رہا ہے اور آج تک بھی وہ سلسلہ کسی نہ کسی درجے میں قائم ہے۔

میں نے اپنے اساتذہ کے تعلق سے کچھ تاثرات اور بتی ہوئی باتیں قلم بند کرنے کا ارادہ کیا تھا تو مجھے اندازہ نہ تھا کہ میری یہ روکھی پھیکی ماضی کی داستانیں لوگوں کو اتنا اپیل کریں گی کہ اس سلسلے کو اور آگے لے جانے کے تقاضے مجبور کریں گے کہ ابھی اس کو جاری رکھا جائے۔

اساتذہ کی فہرست پر نظر ڈالی تو ابھی بہت سے ایسے اہم نام باقی تھے جن کا تذکرہ نہ کرنا خود اپنے ساتھ بے انصافی ہوتی۔

میرے بہت ہی محسن، بہت ہی مشفق اور بہت ہی زیادہ تعلق رکھنے والے اساتذہ میں ایک نام دارالعلوم دیوبند کے تفسیر و حدیث کے استاذ مولانا سید حسن صاحب دیوبندیؒ کا ہے۔

اگرچہ ان کا اجمالی تذکرہ اس سلسلے کی چوتھی قسط ”شعبۂ فارسی و ریاضی دارالعلوم دیوبند میں میرے اساتذہ“ کے عنوان کے تحت آچکا ہے۔ مگر وہ تذکرہ بہت مختصر ہے۔

جب میں نے مولانا کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے اور ان کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا، اس وقت وہ درجہ فارسی و ریاضی دارالعلوم دیوبند میں استاذ مقرر ہوئے تھے اور میں نے اس وقت ان سے شیخ سعدیؒ کی گلستاں پڑھی تھی۔

جس درسگاہ میں وہ گلستاں پڑھایا کرتے تھے، اس کی بھی ایک دلچسپ تاریخ ہے کسی نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت سعدیؒ یہاں بیٹھے ہوئے گلستاں پڑھا رہے ہیں۔ ان کی یادگار میں وہ درسگاہ تعمیر کی گئی اور اکثر ایسا ہوتا رہا کہ فارسی کے اسی استاذ نے گلستاں پڑھائی جن کو یہ درسگاہ پڑھانے کے لئے دی جاتی تھی۔

خود میرے ساتھ بھی ایسا ہی اتفاق ہوا کہ فارغ ہونے کے بعد جب مجھے درجہ فارسی میں مدرس مقرر کیا گیا، تو ابتداء میں دارالصنائع کے برابر والی درسگاہ ملی، اس کے بعد یہ درسگاہ دی گئی اور اس میں ایک عرصے تک میں نے گلستاں کا درس دیا۔ اور آخر تک یہ کتاب میرے پاس رہی۔

بہر حال مولانا سید حسن صاحبؒ سے ہماری شاگردی کا آغاز درجہ فارسی میں گلستاں پڑھنے سے ہوا... ابتدائی عربی کے بعد جب میں وسطیٰ میں آیا تو مولانا سید حسن صاحب بھی فارسی سے وسطیٰ میں آچکے تھے اور ان سے ہم نے ”مقامات حریری“ کا درس لیا۔

اس کے بعد ہم دورہ حدیث میں آئے تو مولانا سید حسن صاحب اس زمانے میں طحاوی شریف پڑھاتے تھے۔

وہ ہمارے دولہا بھائی بھی تھے، ہمارے والد صاحب کی بھانجی، ہماری پھوپھی زاد بہن صالحہ خاتون سے ان کی شادی ہوئی تھی۔ مولانا کی طبیعت میں مزاح تھا۔ ہم دونوں میں اس بات پر کبھی کبھی بات ہوتی تھی تو میں کہہ دیتا تھا کہ جتنا میں پڑھنے میں آگے بڑھ رہا ہوں، آپ پڑھانے میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ جس جماعت میں میں ہوتا ہوں، آپ اسی جماعت میں پڑھانے کے لئے ترقی کر جاتے ہیں۔



مولانا سید حسن صاحب کے والد مولانا نبیہ حسن صاحب خود ایک بڑی بزرگ شخصیت تھے تقریباً تیس سال تک وہ دارالعلوم دیوبند میں مدرس رہے۔ تفسیر اور حدیث کی بڑی کتابوں کے علاوہ علم ہیئت اور ریاضی میں ماہر سمجھے جاتے تھے۔ ان کے مزاج میں جذب کا غلبہ تھا۔ ۱۳۵۱ھ میں تقریباً پچپن سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے پانچ بیٹوں میں مولانا سید حسن

صاحب ممتاز عالم دین اور صاحب تصنیف و تالیف ہوئے۔ ۱۳۳۴ھ میں دیوبند میں پیدا ہوئے۔ مولانا سید حسن صاحب نے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔ ۱۳۵۴ھ میں تعلیم سے فارغ ہو گئے۔ فارغ ہونے کے بعد شروع میں نینی تال کے مدرسہ عربیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں اور ۱۳۶۰ھ میں درجہ فارسی سے دارالعلوم دیوبند میں ان کی تدریسی زندگی کا آغاز ہوا۔ ہمارے دینی مدرسوں کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ تعلیم کے ساتھ تربیت ایک لازمی حصہ رہی ہے اور دیکھا جائے تو تعلیم کا مقصد ہی تربیت اخلاق ہے۔ تربیت اخلاق کے لئے مولانا سید حسن صاحب کا تعلق حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے رہا۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان مولانا کے حقیقی ماموں تھے ان کے واسطے سے خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون سے تعلق قائم ہوا۔ حضرت تھانویؒ نے مولانا کو مجازِ صحبت قرار دیا۔ اس سلسلے میں حضرت تھانویؒ کا جو مکتوب ہے اس کی فوٹو کاپی مولانا کے صاحبزادے مولانا خورشید حسن قاسمی نے اپنی کتاب ”دارالعلوم اور دیوبند کی تاریخی شخصیات“ میں صفحہ نمبر ۶۴ پر شائع کیا ہے۔ اس کا مضمون یہ ہے:

السلام علیکم حسب معمول قدیم اس وقت بھی بعض احباب کو میں نے اس خدمت کے لئے منتخب کیا ہے کہ وہ شائقین دین کو اپنی معلومات سے دینی نفع پہنچاویں اور ایسی جماعت کا لقب مجازِ صحبت رکھا گیا ہے میں نے آپ کو بھی تو کلاً اس سلسلہ کے لئے تجویز کیا ہے بشرط ترک مزاح لانہ یخل بالوقار، لا بد انہ لا ینتفع عوام المسلمین کما هو مشاہد۔ امید ہے کہ ایسے طالبین کی طرف توجہ رکھیں، اللہ تعالیٰ مدد فرماوے۔“

اشرف علی تھانہ بھون

-----پوسٹ کارڈ بنام: مولوی سید حسن-----

مدرس فارسی، مدرسہ دارالعلوم دیوبند

ضلع سہارنپور۔

-----مہر پوسٹ آفس دیوبند: ۴ نومبر ۱۹۴۲ء-----

مولانا میں ذہانت تھی، لیاقت تھی اور دارالعلوم دیوبند کے کامیاب مدرس تھے۔ ان کی زندگی کا ایک روشن اور تابناک پہلو یہ تھا کہ وہ دیوبند کے مسلک پر ہمیشہ مضبوطی کے ساتھ قائم رہتے تھے

اور اپنے درس میں اور اپنی مجلسوں میں ہمیشہ اس کو بہت نکھار کر مدلل طور پر پیش کرتے تھے۔

حدیث اور فقہ میں دارالعلوم کا اپنا ایک مزاج ہے اور ایک خاص ذوق ہے۔ وہ ذوق ایک خاص اعتدال رکھتا ہے، اس میں افراط ہے نہ تفریط... دیوبند کے علماء، بحر حدیث کے شناور ہیں۔ اس کی گہرائی سے جب مسائل کا استنباط کرتے ہیں اور حدیث کے دروبست کو سمجھ کر مدلل طور پر پیش کرتے ہیں تو ان کی فقیہانہ بصیرت ابھر کر سامنے آتی ہے۔

قابل اور لائق لوگوں کی کمی نہیں۔ مگر دیوبند کے مزاج کو سمجھنے والے اور اس کے ذوق کو پرکھنے والے دن بدن کم ہوتے جا رہے ہیں۔

مولانا سید حسن صاحب نے لمبی عمر نہیں پائی۔ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۱ھ پہلی نومبر ۱۹۶۱ء کو ان کی وفات ہوئی۔ مجھے اب تک یاد ہے کہ وہ بازار سے گھر آئے اور گھر آ کر اپنی چار پائی پر بیٹھے ہی تھے کہ لیٹتے چلے گئے اتنے میں میں اور بھائی منیف صاحب جو کہ ہمارے پھوپھا بابو لطیف صاحب کے صاحبزادے تھے، ہم دونوں پہنچ گئے۔ میں نے یہ سمجھا کہ دولہا بھائی بیہوش ہو گئے ہیں، جلدی سے ڈاکٹر کو لانے کے لئے دوڑا۔ اُس زمانے میں دیوبند میں ایک ہی مشہور ڈاکٹر ہوا کرتے تھے ”ڈاکٹر چنی لال“ ان کا مکان زیادہ دور نہ تھا، ہندواڑے میں رہا کرتے تھے۔ میں دوڑا ہوا گیا، ڈاکٹر صاحب سے جا کر بتایا، انھوں نے کہا میں آتا ہوں تم چلو اور دل کی طرف ان کے سینے کو ملو۔ ڈاکٹر صاحب کے آنے تک میں اور بھائی منیف صاحب ان کے سینے کے ملتے رہے، جس سے ان کے سینے پر ایک نیلا نشان پڑ گیا، ڈاکٹر صاحب بھی جلدی پہنچ گئے۔ انھوں نے آ کر دیکھا، بدن گرم تھا، مگر روح پرواز کر چکی تھی۔

علم اور علم کے ساتھ ذہانت اور ذہانت کے ساتھ عمل اور پھر خدمت کی لگن اپنے مقصد کے ساتھ غیر معمولی شغف، یہ سب چیزیں مل جاتی ہیں تو ایسی شخصیت بنتی ہے، جس کو دنیا صدیوں تک یاد رکھتی ہے۔ اور اس کا فیض دیر تک جاری رہتا ہے۔

مولانا کے ہزاروں شاگرد، ان سے فیض پانے والے اور ان کے علمی سلسلے کو آگے بڑھانے والے، پھر شاگردوں کے شاگرد، ان سب کے اجر و ثواب میں وہ صاحب علم شریک ہیں کہ جن کی موت ایک عالم کی موت ہوتی ہے۔

دیوبند کے قبرستان قاسمی کی مٹی نہ جانے کتنے لعل و گہر کو اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہے۔ اپنے نانا مولانا محمد الیسن دیوبندیؒ (والد ماجد مفتی محمد شفیع صاحبؒ) کے مزار کے جلو میں مولانا

حسن صاحب محو خواب ہیں۔ ان کا مزار جیسے زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔
نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

مولانا صاحب تصنیف تھے، ان کی اہم تصنیفات کا اجمالی تذکرہ ان کے صاحبزادے مولانا خورشید حسن قاسمی نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اس کی فہرست بتا رہی ہے کہ مولانا کے قلم نے ہر ضروری موضوع کو چھیڑا ہے اور اس پر اپنی علمی تحقیقات پیش کی ہیں۔

اہم تصنیفات کا تذکرہ پیش خدمت ہے:

(۱) تنویر الحواشی شرح سراجی کامل مع مناسخہ۔

(۲) مصباح المنیر شرح نحو میراردو۔

(۳) مصباح المعانی شرح شرح جامی اردو و بحث فعل۔

(۴) شرح مفید الطالبین اردو، مع حل ترکیب۔

(۵) تذکرہ سیدنا حضرت ایوب علیہ السلام قرآن و حدیث کی روشنی میں۔

(۶) تاریخ سیدنا حضرت حسنؓ مع فضائل اہل بیت و حضرت حسنؓ۔

(۷) فضائل و برکات درود شریف و واقعات اولیاء۔

(۸) تحقیق اسم اعظم شریف۔

(۹) قرآنی دعائیں۔

(۱۰) چہل حدیث استغفار۔

(۱۱) اسرار اسم اعظم کا شرعی فیصلہ۔

(۱۲) ردّ بدعات پر تحقیقی کتاب۔

(۱۳) تنبیہات، مودودی صاحب کی بنیادی علمی غلطیوں پر تحقیقی رسالہ۔

(۱۴) چہل حدیث اسلامی اخلاقی، بخاری شریف کی اخلاق سے متعلق۔

(۱۵) سیرت الصدیقؓ، مع فضائل حضرت صدیق اکبرؓ تاریخ اور سیرت کی اہم کتب سے۔

(۱۶) سجدہ تعظیمی کی شرعی حیثیت، یہ رسالہ فتاویٰ دارالعلوم قدیم کا جز بن کر، نیز جواہر

الفقہ جلد ۴ میں بھی شائع شدہ ہے۔

(۱۷) راکٹ سے چاند تک، یعنی خلا کی تسخیر کی شرعی حیثیت اور چاند اور دیگر سیارات کے

آسمانی سفر سے متعلق شرعی فیصلہ۔

(۱۸) تحفہ معراج، واقعہ معراج سائنس اور شریعت کی روشنی میں۔

(۱۹) ترجمہ المنجد، عالم اسلام کی جن مشہور شخصیات نے المنجد کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا

ہے ان مترجمین میں حضرت مولانا بھی شامل ہیں۔

(۲۰) تسہیل آداب المعاشرت۔

(۲۱) تسہیل حیات المسلمین۔

(۲۲) سیرت فاروقؓ۔

(۲۳) شہید کربلا۔

(۲۴) جمالین شرح جلالین۔

مولانا کی جو کتابیں ابھی نہیں چھپی ہیں ان کو چھپنا چاہئے، تاکہ اس کا فائدہ زیادہ سے زیادہ عام ہو سکے۔

مولانا کا انتقال ہوا تو سب بچے چھوٹے چھوٹے تھے۔ بڑے بیٹے مولوی شاہد حسن، وہ بھی ابھی زیر تعلیم تھے۔ دوسرے بیٹھے مولوی خورشید حسن اور سلیمان ظفر یہ سب بچے ابھی نوعمر تھے۔ والد صاحب کا معمول تھا کہ مولانا کے انتقال کے بعد تقریباً روزانہ ہی ان کے گھر جایا کرتے تھے اور اپنی بھانجی اور بچوں کا خیال رکھتے تھے۔

یہ اُس زمانے میں اعلیٰ قدریں تھیں۔ قرابت داری کے تقاضے تھے، باہمی تعلق کے احساس تھے، وقت گزر گیا، بچے قابل ہو گئے، اپنے اپنے پیروں پر کھڑے ہو گئے۔ صالحہ باجی دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ انھوں نے اکیلے ماں کے ساتھ باپ کی ذمہ داری بھی نبھائی۔ بڑے بیٹے مولوی شاہد بھی اب نہیں رہے۔ مولوی خورشید اور میاں سلیمان ظفر، الحمد للہ دونوں بچے اپنے والد کے طریقے پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت دے۔

جامع مسجد کے سامنے بکرقصابوں کے محلے میں ان کا مکان، کبھی وہاں ہمیشہ آنا جانا لگا رہتا تھا۔ اب ہم بھی پردیسی ہو گئے۔ یادیں رہ گئیں، باتیں رہ گئیں، زندگی کا قافلہ رواں دواں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ دنیا کیسے کیسے قابل لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ لوگ چلے جاتے ہیں، یادیں چھوڑ جاتے ہیں۔ اللہ بس باقی ہوں۔